REGD No. L. 5254

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ
# الفضل
ربوہ

یوم یکشنبہ ۔ صفر ۱۳۷۹ھ ۔ فی پرچہ ۱۱

جلد ۴۸/۱۳ ۔ ۱۶ ظہور ۱۳۳۸ھش ۔ ۱۶ اگست ۱۹۵۹ء ۔ نمبر ۱۹۳

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

## کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

### کل دن بھر اعصابی بے چینی اور ضعف کی شکایت رہی آج صبح طبیعت عام طور پر بہتر ہے۔

— از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۔ ربوہ —

ربوہ ۱۵ اگست بوقت ½ ۱۰ بجے صبح

کل دن بھر حضور کو اعصابی بے چینی اور ضعف کی شکایت رہی۔ مگر شام کو کچھ افاقہ ہو گیا۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت عام طور پر بہتر ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں ؛

خاکسار: (ڈاکٹر) مرزا منور احمد

بوقت ½ ۱۰ بجے صبح، ربوہ ۱۵ اگست ۱۹۵۹ء

## ربوہ میں "یوم استقلال" کی تقریب اہتمام سے منائی گئی

### مساجد میں استحکام پاکستان کیلئے دعائیں پرچم کشائی اور چراغاں

ربوہ ۱۵ اگست۔ کل یہاں "یوم استقلال پاکستان" کی تقریب اہتمام سے منائی گئی۔ اس قومی تقریب کی خوشی میں صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے دفاتر اور دیگر ادارہ جات میں عام تعطیل رہی۔ تقریبات کا آغاز اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے ہوا۔ چنانچہ ایک پروگرام کے تحت نماز فجر کے وقت ربوہ کی تمام مساجد میں پاکستان کے استحکام اور روز افزوں ترقی اور خوشحالی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ دن طلوع ہونے پر دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی عمارتوں پر پاکستان کا پرچم لہرایا گیا۔ بعض لوگوں نے اپنے گھروں پر رنگ برنگی جھنڈیاں اور لوائے پاکستان لگا کر اس طور پر بھی یوم پاکستان کی تقریب میں حصہ لیا۔ رات کو مسجد مبارک دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی عمارتوں پر بجلی کے رنگ برنگے قمقموں کے ساتھ چراغاں کا خاص اہتمام کیا گیا۔ روشنی کے خاص اہتمام کی وجہ سے اول شب بازاروں اور سڑکوں پر خوب رونق رہی۔ یوم آزادی کے پُر مسرت موقع پر لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے (جس نے شہر میں ان تقریبات کا اہتمام کیا تھا) صدر مملکت اور گورنر مغربی پاکستان کی خدمت میں مبارکباد کے تار ارسال کئے گئے ؛

## اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۵ اگست۔ کل یہاں نماز جمعہ مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل (لائلپوری) نے پڑھائی۔ آپ نے خطبہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھنے اور ہر آن دعاؤں میں مصروف رہنے کی پُر زور تلقین فرمائی۔

مورخہ ۱۳ اگست بروز پنجشنبہ بعد نماز مغرب محلہ دارالرحمت غربی (غلہ منڈی) کی مسجد میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ایک تربیتی اجلاس مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں نوجوانوں کو نماز باجماعت کی ادائیگی کا خاص التزام کرنے تلاوت قرآن مجید اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطالعہ کرنے سگریٹ نوشی وغیرہ سے مجتنب رہنے اور روزمرہ کے معمولات میں اسلامی شعار کی پابندی کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جلسہ میں صاحب صدر نے تربیت کے موضوع پر نہایت عالمانہ اور پُر اثر تقریر فرمائی ؛

## پاکستان بھر میں آزادی کی بارھویں سالگرہ جوش و خروش سے منائی گئی

### عمارات پر قومی پرچم لہرائے گئے مختلف مقامات پر جلسے اور دیگر ثقافتی تقریبات

کراچی ۱۵ اگست۔ کل پاکستان کے طول و عرض میں آزادی کی بارھویں سالگرہ شایان شان طریق پر منائی گئی۔ اس موقعہ پر تمام سرکاری عمارتوں پر قومی پرچم لہرائے گئے۔ پاکستان کی خوشحالی اور استحکام کی دعائیں مانگی گئیں۔ غریبوں کو کھانا کھلایا گیا۔ اور مختلف شہروں میں جلسے منعقد کر کے پاکستان کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی کوشش کو دوچند کرنے کا عہد کیا گیا۔

لاہور۔ تمام مغربی پاکستان میں یوم آزادی جوش سے منایا گیا۔ لاہور میں جب دن نو سرکاری دیگر عمارتوں پر پاکستانی جھنڈے لہرا رہے تھے۔ اس یوم کی تقریبات کا خاص پروگرام پنجاب یونیورسٹی کے سینٹ ہال میں منعقد ہونے والا ایک جلسہ عام تھا۔ جو قائد اعظم سوسائٹی کے زیر اہتمام ہوا۔ مقررین نے قائد اعظم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور تحریک آزادی کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالی۔ تمام سرکاری و نجی دفاتر بند رہے۔ ریڈیو پاکستان کے لاہور سٹیشن نے خاص فیچر پروگرام نشر کئے۔

ڈھاکہ۔ اسی طرح پورے مشرقی پاکستان میں یوم آزادی شایان شان طور پر منایا گیا ڈھاکہ شہر اور نرائن گنج میں تمام مسجدوں میں پاکستان اور دنیائے اسلام کی خوشحالی اور ترقی کے لئے خاص طور سے دعائیں مانگی گئیں۔ بوائے سکاؤٹوں نے شہر میں پریڈ کی۔ گائیڈ ہوس میں گرلز گائیڈ کا ایک اجتماع منعقد ہوا۔ سٹیڈیم تالاب میں سکول کے لڑکوں کے درمیان تیراکی کا مقابلہ بھی ہوا۔ ریڈیو پاکستان کے ڈھاکہ سٹیشن نے خاص پروگرام نشر کئے۔ ڈھاکہ میں یوم آزادی کی ابتدا زوردار بارش سے ہوئی۔ رات گئے تک بادل چھائے رہے۔ اور گاہے گاہے چھینٹے پڑ جاتے تھے ؛

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔اے ایل ایل۔بی

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۵۹ء

# اسلامی تحریک (۲)

اس وقت مغرب جس مقام پر ہے وہ تحریک کے عملی پہلو میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔ اسلام کو ان کے سامنے محض ایک نظریہ کے طور پر پیش کرنے سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ مغرب چند گزشتہ صدیوں سے تجرباتی اور مشاہداتی ذہنیت کی نشو و نما میں مصروف ہے۔ عملی سائنس نے اس کے فلسفہ کو محض تخیل کی دنیا سے نکال کر حقائق کی دنیا میں لا رکھا ہے۔ اور اب وہاں کوئی ایسا فلسفہ مقبول نہیں ہو سکتا جس کی غرض محض ذہنی عیاشی کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ چنانچہ اشتراکیت اور فاشزم کی بنیاد اگرچہ مختلف فلسفوں پر رکھی گئی ہے۔ لیکن ان فلسفوں کی قیمت محض ان کے عملی پہلوؤں کی وجہ سے ہے نہ کہ محض ایسے نظریات کی وجہ سے جس کو اس دنیا میں جامۂ عمل پہنایا نہیں جا سکتا۔

یورپ کے یہ رجحانات مستحسن ہیں مگر ابھی تک اس پختگی کو نہیں چھو سکے۔ جو ایک ایسا مذہب چاہتا ہے۔ جیسا کہ مثلاً اسلام ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اپنی کتاب "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" کے دیباچہ میں کہا ہے۔

"تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ یعنی حکیم الامت حضرت علامہ اقبال کے انگریزی خطبات کا راقم الحروف کے قلم سے یہ ترجمہ جسے قارئین آئندہ صفحات میں ملاحظہ کریں گے۔ اس نسخہ پر مبنی ہے۔ جسے ۱۹۳۴ء میں بعض لفظی ترمیمات اور ایک اور خطبے کے اضافے کے ساتھ جسے (Aristotelian Society London) کی دعوت پر لکھا گیا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کے زیر اہتمام طبع ہوا نسخہ اولیٰ کی اشاعت ۱۹۳۰ء میں ہو چکی تھی۔ اور اس میں صرف چھ خطبے شامل تھے۔ لیکن اس دوسرے نسخے میں سات لہٰذا اس کے عنوان Six Lectures on The Reconstruction of Religious Thought in Islam سے Six Lectures کے الفاظ حذف کر دیئے گئے۔ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کا عنوان بھی حضرت علامہ ہی کا تجویز کردہ ہے۔ بات یہ ہے کہ دسمبر ۱۹۲۹ء میں جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور باتوں باتوں میں خطبات کے اردو ترجمے کا ذکر آیا۔ تو ارشاد ہوا کیا مضائقہ ہے ترجمہ ہو جائے۔ تو انگریزی دان ارباب علم بھی ان کا مطالعہ کر سکیں گے۔ اور یہ امر شائد فائدے ہی کا موجب ہو۔ گویا ترجمے کا خیال شروع ہی سے حضرت علامہ کے ذہن میں موجود تھا۔"

(تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ مقدمہ از مترجم)

جہاں تک ان حالات کا تعلق ہے جن حالات میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اور جہاں تک ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا موضوع ہے۔ یہ شائد صحیح ہے لیکن احمدیت کا یہ دعوےٰ ہے کہ اسلام کا حقیقی بنیادی پہلو یعنی تعلق باللہ موجودہ سائنسی ذہن کو بھی محسوس کرایا جا سکتا ہے۔ اس امر کے متعلق ہم کسی آئندہ موقعہ پر تصریحات پیش کریں گے۔ اس وقت صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں۔ کہ آج صرف احمدیت ہی ہے۔ جو عملاً اس بات کو ثابت کر سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ اس زمانے میں بھی ممکن ہے۔ اور کہ اسلام کا خدا آج بھی ویسا ہی زندہ خدا ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اس کا ثبوت عملاً دیا جا سکتا ہے۔ یورپ میں بھی ہماری تبلیغ اسی بنیاد پر قائم ہو سکتی ہے۔ اور انشاء اللہ جو بے یقینی آج پیدا ہو چکی ہے۔ اس کا ازالہ بھی انشاء اللہ ہوتے والا ہے۔ آج صرف جماعت احمدیہ ہی یہ کام کر سکتی ہے۔ جس سے دنیا میں روحانی انقلاب آ سکتا ہے۔ خواہ مشرق ہو یا مغرب۔

## پبلک زندگی میں حصہ لینے پر پابندی

ایک اخبار نے لکھا ہے۔

"سول اینڈ ملٹری گزٹ کی اطلاع کے مطابق ایسے لوگ جو سکیورٹی ایکٹ یا پبلک سیفٹی ایکٹ یا بنگال ریگولیشن ایکٹ کے ماتحت نظربند رہ چکے ہیں۔ انہیں موجودہ قانون کے تحت پبلک زندگی میں چھ سال تک حصہ لینے سے محروم کر دیا جائیگا۔ ٹھیک لیکن سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کو نظر بند کس نے کیا تھا۔ انہی حکومتوں نے نا جن کو آج بھی جی بھر کر گالیاں دی جا رہی ہیں گویا یہ خوب ہوگا۔ کہ ان سابقہ حکومتوں پر ایک طرف سب و شتم کے تیر برسائے جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف انہی حکومتوں کے افعال و اعمال کی تصدیق و توثیق اسی طرح جاری رہے گی کہ ان کے معتوبین کو موجودہ حکومت مردود درگاہ قرار دے گی۔"

اس پر رائے زنی کرتے ہوئے ایک دوسرا اخبار لکھتا ہے:۔

کالم نویس نے یہ سوال صرف سابق حکومتوں کے لحاظ سے اٹھایا ہے۔ مگر اس سے زیادہ اہم سوال یہ ہے کہ ان حکومتوں نے جن لوگوں کو اس لئے نشانہ تعزیر بنایا کہ وہ اس وقت کے برسر اقتدار سیاستدانوں کی انہی بدعنوانیوں کی وجہ سے ان کی مخالفت کرتے تھے جن کی بناء پر ان سیاستدانوں کو آج عمل تطہیر سے گزارا جا رہا ہے۔ تو یہ بات عدل و انصاف کی رو سے کس حد تک مناسب ہوگی۔ اور خود ملک کی بہتری کے نقطۂ نظر سے کہاں تک درست ہوگی۔

بلاشبہ اگر کسی شخص نے اس وقت بھی کوئی ایسی سرگرمی کی ہو جو ملک کے مفاد کے لحاظ سے تخریبی تھی تو اس پر اگر تطہیر کا لٹھ برسے تو کسی محب وطن کو اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن جن محبان وطن کو جرم حق پرستی کی وجہ سے اور بدکردار سیاستدانوں کے اعمال بد کی مخالفت کرنیکی وجہ سے انتقاماً سزائیں دی گئیں۔ آخر ان کو تخریبی سرگرمیوں کا ملزم کیوں قرار دیا جائے۔ یہ تو عجب ستم ظریفی ہوگی۔ کہ وہ بدعنوان سیاستدانوں کے زمانے میں بھی تکلیف و مصیبت کا نشانہ بنیں اور ایک اچھی حکومت کے زمانے میں بھی اپنی گزشتہ حق پرستی اور حب وطن کی سزا پائیں۔"

یہ ٹھیک ہے جیسا کہ یہ اخبار لکھتا ہے:۔

"بلاشبہ اگر کسی شخص نے اس وقت بھی کوئی ایسی سرگرمی کی ہو۔ جو ملک کے مفاد کے لحاظ سے تخریبی تھی۔ تو اس پر اگر تطہیر کا لٹھ برسے تو کسی محب وطن کو اعتراض نہیں ہوگا۔"

بعض سیاسی لیڈروں کو تخریبی کاموں کے لئے نظر بند یا قید کیا گیا تھا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ رعایت نہیں ہونی چاہیئے۔ ان کی صورت واقعی ان لوگوں سے مختلف ہے۔ جو کسی گزشتہ حکومت کے محض ذاتی انتقامی جذبہ کی وجہ سے نظربند کئے گئے ہوں۔ لیکن اس کے معنے یہ نہیں کہ جو لوگ تخریبی کارروائیاں کریں۔ ان کا نوٹس نہ لیا جائے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص جو اس لیئے نظر بند کیا گیا تھا۔ کہ وہ کشمیر کو آزاد کرانے کی جنگ میں حصہ لینے والوں پر یہ الزام لگاتا تھا۔ کہ وہ بھارت کے ساتھ معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ یا جو حکومت کے خلاف فوجوں کے اکسانے کی کوشش کرتا تھا۔ یا جس نے ۱۹۵۳ء کے فسادات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہو۔ ایسے شخص کی تخریبی سرگرمیاں ظاہر و باہر ہیں۔ اس لئے اس پر یہ پابندی لگ سکتی ہے۔ کہ وہ چھ سال تک یا ایسے عرصہ تک جو مقرر کیا جائے۔ پبلک زندگی میں حصہ لینے سے محروم کیا جائے۔ بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ تک کے لئے پابند کر دیا جائے۔

۱۹۵۳ء کے فسادات کو جن لوگوں نے بھڑکایا تھا۔ ان کی نشان دہی فسادات کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے بخوبی ہو سکتی ہے مثلاً ایک شخص کے متعلق عدالت کا تاثر یہ ہے کہ

"جب ........ نے حکومت کی ان سرتوڑ کوششوں میں جو وہ مارچ کو فسادات کے روکنے کے لئے کر رہی تھی کسی قسم کا تعاون پیش نہ کیا تو ہمارے نزدیک جماعت کی ذمہ داری میں بہت بڑا اضافہ ہو گیا۔ بلکہ اسکے برعکس مولانا نے سرکشانہ رویہ اختیار کیا۔ تمام واقعات کا الزام حکومت پر عائد کیا۔ اور فسادی عناصر کو تشدد کا شکار رکھ کر ان سے عام ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ گورنمنٹ ہاؤس میں جو رویہ انہوں نے اختیار کیا۔ اس کے متعلق جو شہادت پیش ہوئی ہے۔ اس سے ہم یہی اثر قبول کر سکتے ہیں۔ کہ وہ پورے نظام حکومت کے انہدام کی توقع کر رہے تھے۔ اور حکومت کی متوقع پریشانی اور صوابدگی پر بغلیں بجا رہے تھے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۱)

جیسا کہ ہم نے کہا ہے تخریبی عناصر کا تعین کرنے کے لئے محولہ بالا تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ اچھی مدد دے سکتی ہے۔ بے شک فسادات میں حصہ لینے والے بعض اس وقت کی مرکزی حکومت کے خلاف تھے۔ اور بعض بظاہر ایک مذہبی جماعت کو معتوب کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب کہ اس رپورٹ کو غور سے پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ اس رپورٹ کی تہہ میں تخریبی عناصر ہی کام کر رہے تھے۔ جو مختلف اغراض کی وجہ سے پاکستان کے وجود کے ہی خلاف تھے۔ اور جو ایک فرقہ کی مخالفت کو بہانہ بنا کر ملک میں انتشار پھیلانا چاہتے تھے۔ کیونکہ عوام مذہب کے نام پر فوراً بھڑک اٹھتے ہیں۔

(باقی دیکھیں ص۵ پر)

# جماعتِ احمدیہ میں نظامِ وصیت کا قیام

## وصیت کی اہمیت، ضروری شرائط اور اس کے اغراض و مقاصد

### رقم فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۲)

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جنکے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جبتک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں۔ جنکی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔

اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں۔ میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیگا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے۔ تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعوےٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کیساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے۔ اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا۔ بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے۔ تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا۔ جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی۔ جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی۔ اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے۔ اور تعلق کو نہیں توڑو گے۔ بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے۔ تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں۔ اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو۔ اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں۔ اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا۔ وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئیگی۔ وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی

---

ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ منہ

نہیں۔ اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

اے سننے والو سنو!! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہو گی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں۔ اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا۔ اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شے کا۔ اور مالک ہے ہر ایک ملک کا۔ اور متصف ہے۔ ہر ایک کمال سے اور منزہ ہے۔ ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں اور تمام روح اور ان کی طاقتیں اور تمام ذرات اور ان کی طاقتیں اسی کی پیدائش ہیں۔ اس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اس کو اسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے۔ اسی سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ اور اسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔

وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے اور سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اسکا کام ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلا دیتا ہے۔ پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں نادان ہے وہ جو اس کی قدرتوں سے انکار کرے اندھا ہے، وہ جو اس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے۔ اور کر سکتا ہے۔ بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اس تک پہنچنے کیلئے تمام دروازے بند ہیں۔ مگر ایک دروازہ

**جو فرقان مجید نے کھولا ہے**

اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں۔ **ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اسکے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی۔ جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔** اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے۔ اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے* اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے۔ اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا۔ اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔ اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔ مگر اس کی دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے۔ پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا۔ جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے۔ ایسے طور پر ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔

پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ و اِمامکم منکم۔ یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے۔ ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے۔

(باقی)

* باوجود اس کے یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھاوے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے۔ منہ

# وقت کی پکار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے دل میں اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے جو درد موجود ہے اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

حضور کا تمام وقت کیا رات اور کیا دن اسی مقدس فریضہ کو انجام دیتے گذر رہا ہے اور یہی امر حضور کی بیماری کا ایک بڑا سبب ہے۔ جماعتی تربیت اور خدمت خلق بھی تبلیغ اسلام جیسا ہی ایک اہم فرض ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اپنی بیماری کے باوجود اس مقصد کو مد نظر رکھا اور ایک نہایت ہی شاندار تحریک "وقف جدید" قائم فرمائی۔ جس کا کام اندرون ملک میں جماعت احمدیہ کی اغراض کو پورا کرنا ہے۔ حضور نے اس اہم اور دوررس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے تمام مخلصین جماعت کو آگے بلایا۔ اور جماعت نے حضور ایدہ اللہ کے مبارک قدموں میں اپنی جان اور مال کو پیش کر دیا۔ اور وقف جدید کا پہلا سال نہایت کامیابی وکامرانی سے سرانجام پا گیا جس کا ثبوت حضور ایدہ اللہ کی وہ تقریر دلپذیر ہے جو آپ نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمائی۔

جنوری ۱۹۵۹ء سے وقف جدید کا دوسرا سال شروع ہے اور کام خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے، لیکن امسال چندہ کی آمد گذشتہ سال کی نسبت بہت کم ہے اور ظاہر ہے کہ روپے کے بغیر کوئی بھی کام پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا مخلصین جماعت سے پر زور اور دردمندانہ اپیل ہے کہ اپنی روایات کے مطابق وہ اب بھی آگے آئیں اور اسماعیلی قربانی کا نمونہ پیش کریں تا کامیابی وکامرانی کا سہرا آپ کے سر پر باندھا جائے اور آئندہ آنیوالی نسلیں آپ کے لئے دعائیں کریں۔ اور آپ کا نام فخر سے لیا جائے۔ آمین

(انچارج: دفتر وقف جدید)

# فتویٰ اور تقویٰ

از مکرم مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل

عام اسلامی زندگی جسے فتویٰ کی زندگی کہا جا سکتا ہے۔ یہ ہے کہ انسان خدا کے حکموں اور شریعت کے فتویٰ کے مطابق زندگی بنائے اور یہ ہر مسلمان کہلوانے کیلئے ضروری ہے۔ اور اگر یہ صورت انسان کے اعمال میں نہ ہو تو وہ صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ مگر تقویٰ کی زندگی کا مقام جس کے حصول کی اسلام تلقین کرتا ہے بہت اعلیٰ ہے۔ اور خدا کے نزدیک یہی زندگی ہے۔ جس کی قدر و قیمت پڑتی ہے آنحضرت صلعم نے فتویٰ کی زندگی والوں کے لئے فرمایا ہے:-

استفت قلبك ولو افتاك المفتون

کہ اے مومن اگرچہ مفتی لوگ کسی امر کے جواز میں شرعی فتوے بھی دیدیں۔ لیکن اگر تیرا دل مطمئن نہیں۔ اور اس فتوے پر تسلی نہیں پکڑتا تو اس فتوے کے مطابق عمل نہ کر۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ا[illegible] خلاف واقعہ پیش کر کے فتوے حاصل کر لیتے ہیں اور مفتی صاحب استفتاء کے مطابق فتوے بھی دیدیتے ہیں مگر باوجودیکہ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعات اور حالات استفتاء کے خلاف نہیں۔ پھر بھی فتوے کے مطابق عمل کر لیتے ہیں وہ فتوے لیکر لوگوں کی لعنت ملامت سے تو بچ جاتے ہیں۔ مگر خدا کی لعنت سے نہیں ڈرتے۔ حالانکہ قرآن فرماتا ہے

یخشون الناس کخشیۃ اللہ واللہ احق ان یخشہ

کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ لوگوں سے اس طرح ڈرتے ہیں۔ جیسے خدا سے ڈرنے کا حق ہے۔ حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

تقویٰ کی زندگی کا ایک واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ علیہ کی فقہ میں لکھا ہے کہ نجاست خفیفہ کی صورت میں اگر کپڑے کو نہ بھی دھویا جائے تو بھی نماز ہو سکتی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نجاست خفیفہ کو کپڑے سے دھو رہے تھے۔ اس نے حیرت کی کہ حضرت آپ کی تقریر تو یہ ہے کہ نجاست خفیفہ کی صورت میں کپڑا دھونے کے بغیر بھی نماز ہو سکتی ہے۔ پھر آپ کیوں کپڑا دھوتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ علیہ نے نہایت لطیف جواب دیا۔ فرمایا

"آں فتویٰ است وایں تقویٰ"

کہ وہ فتویٰ ہے اور یہ کام میں تقویٰ کے ماتحت کر رہا ہوں۔ سبحان اللہ کہ یہ کیسے پاکیزہ لوگ تھے۔ ان کی زندگی صرف فتوے کی زندگی نہ تھی بلکہ تقویٰ کی زندگی رکھتے تھے لمثل ھذا فلیعمل العاملون۔

(صفحہ ۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہمیں یار سے تقوےٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسان خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرط لقا ہے

موجودہ وقت میں تقویٰ کی زندگی کا معیار تو بہت بلند ہے۔ بعض لوگ فتوے کی زندگی بھی اپنے لئے دوبھر سمجھتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمباکو اور سیگریٹ وغیرہ کے استعمال کو آیت والذین ھم عن اللغو معرضون کے خلاف تحریر فرمایا ہے اور لکھا ہے۔ کہ یہ لغو فعل ہے اور مومن کی شان یہ ہے کہ وہ لغویات سے اعراض کرتے ہیں مگر کتنے لوگ ہیں۔ کہ جو اس لغو فعل میں پڑے ہوئے ہیں اور فتوے کے خلاف کرتے ہیں پھر انہیں تقوے کی زندگی کیسے نصیب ہو گی۔ پھر آجکل معمہ جات حل کرنے کی مرض پیدا ہو گئی ہے۔ اور ان کو حل کر کے انعام حاصل کیا جاتا ہے۔ اور پھر اخبارات اور رسائل میں ایسے لوگوں کے نام شائع ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کے ماں باپ اور خاندان کے لوگ ان باتوں سے بیزار تھے۔ اور صرف فتوے کی زندگی نہیں بلکہ تقوے کی زندگی بسر کرتے تھے اس طرح نام شائع کرا کر وہ اپنے بڑوں کو بھی بدنام کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق قرآن کریم میں " ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی (سورہ نساء پ ۵ ع) کی وعید موجود ہے اور یہ لوگ اسلامی حکم کے اندر آنے کو تیار نہیں معمہ کے حل متعلق مفتی سلسلہ لکھتے ہیں:-

اسلام ایک بہترین نظام زندگی ہے اس لئے وہ ایسے ہی شغل اور کاروبار کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہے۔ جو سنجیدہ ہو۔ اور متمدن دنیا میں متعارف اور ٹھوس بنیادیں رکھتا ہو۔ ظاہر ہے کہ انعامی معمے حل کرنے والے اور ایسے کاروبار کی حوصلہ افزائی کرنے والے دونوں غیر طبعی ذریعہ معاش کے متمنی ہیں اس لئے وہ اپنے طریق میں اسلامی ہدایت کی امداد کی توقع نہیں رکھتے البتہ چونکہ اس بارہ میں کسی واضح ممانعت کی نص کا حوالہ ممکن نہیں اس لئے ہم اس کی حرمت کا فتویٰ نہیں دے سکتے۔ ہاں اس قدر صاف ہے۔ کہ ایسے اشغال کو پسند نہیں کرتا۔

(رسالہ خالد بابت نومبر ۵۸ء)

اس فتویٰ سے بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ کام اسلام میں پسندیدہ نہیں اور فتویٰ اور تقویٰ کی زندگی ہر دو کے خلاف ہے۔

بعض لوگ ایسے مواقع پر کہدیتے ہیں۔ کہ ایک ایسا شخص جسے فرصت حاصل ہے۔ وہ پھر کیا کرے۔ نہ حقہ پیئے نہ تاش کھیلے۔ نہ سینما دیکھے نہ ریڈیو سے فلمی گانے اور ریکارڈ سنے تو اس کا وقت کیسے گذرے گا۔ بعض لوگ جو دین کے کاموں میں اپنی فرصت کا وقت نہیں لگاتے۔ وہ بٹیر اور تیتر رکھکر گذارہ کرتے ہیں۔ بعض مرغ پال لیتے ہیں اور مرغوں کی لڑائیاں دیکھکر خوش ہوتے ہیں بعض کبوتر رکھتے پالتے ہیں بعض گھنٹوں تاش کھیل کر وقت ضائع کرتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کہ اے لوگو! محمد رسول اللہ تمہارے لئے نیک نمونہ تھے اپنے کاموں میں خدا کے رسول کے اعمال کو آگے رکھو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ ان لك فی النھار سبحاً طویلاً۔ کہ اے محمد رسول اللہ۔ تجھے دن کے وقت بہت سا کام ہوتا ہے (سورۃ مزمل) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"یعنی رات کی عبادت کا ہم نے حکم دیا ہے کہ دن میں لوگ ملتے ہیں اور اپنی دنیوی حاجات پیش کرتے رہتے ہیں۔ یا دینی مسائل پوچھتے رہتے ہیں...... کیونکہ علم دین خاص طور پر محمد رسول اللہ صلعم کو حاصل ہوا تھا۔ اور اس کی اشاعت کے لئے آپ رات دن لگے رہتے تھے اور قرآن کریم آپ کے دل میں داخل ہو گیا تھا۔ کہ ہر مسئلہ کو آپ آسانی کے ساتھ بیان کر سکتے تھے۔

(ضمیمہ تفسیر صغیر صہ ۲۶)

جو لوگ سچے معنوں میں مسلمان ہوتے ہیں۔ اور احمدیت کو بھی انہوں نے اسی غرض سے قبول کیا ہے کہ اس میں حقیقت اسلام ملتی ہے تو اس بات کے سمجھنے کے بعد ان کے لئے پیش کردہ سوال کا جواب سمجھنے میں کیا دقت ہو سکتی ہے۔

یہ بات بھی سمجھنے کے لائق ہے کہ اگر لغویات میں ہم پڑ جائیں۔ اور ایک لغو کو یہ سمجھکر اختیار کرتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے۔ پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو پھر چوتھے کو۔ اس طرح اس سلسلہ کو چلاتے چلے جائیں تو لغویات میں پڑھکر ہماری زندگی لغویات کا مجموعہ ہو گی اور اس طرح ہم خدا کی شریعت سے دور جا پڑیں گے۔ اور یہ سلسلہ احمدیہ کی غرض و غایت کے صریح منافی ہے۔ اندریں حالات ہمیں فتویٰ کی زندگی اور اس سے بڑھکر تقویٰ کی زندگی کے حصول کے لئے کوشش کرنی چاہیئے

## لیڈر (بقیہ صہ ۲)

اس سے اس شخص کی تخریبی ذہنیت اور عملی طور پر تخریبی سرگرمیوں کا اچھی طرح علم ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ سوال نہیں کہ حکومت کیسی تھی بلکہ یہاں تو ملک کے امن کا سوال تھا۔ یہ شخص کسی حکومت کے خلاف تھا یا نہیں۔ یہ الگ بات ہے لیکن اس خاص موقعہ پر اس نے جو رویہ اختیار کیا وہ سخت فساد فی الارض کا موجب تھا۔ اب اگر ایسے شخص کو پبلک زندگی میں حصہ لینے سے محروم کیا جائے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ اس پر بے جا سختی ہوئی ہے کیونکہ اس نے کسی جرأت مندی کا مظاہرہ کیا تھا۔ بلکہ اس کے خلاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ملک میں فساد فی الارض م کا حامی تھا۔ اور دراصل پاکستان کو پاکستانیوں کے خون سے لالہ زار دیکھنا چاہتا تھا۔

## ولادت

کل مورخہ ۱۲ ۸ ۵۹ء بروز بدھ برادرم مرزا سمیع صاحب ظفر کارکن نظارت امور عامہ ربوہ کے ہاں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بچی تولد ہوئی ہے۔ یہ برادرم مکرم کی دوسری بچی ہے۔ احباب جماعت سے نومولودہ کی صحت و تندرستی۔ درازی عمر و نیک صالح ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(خاکسار مرزا منیر احمد کارکن دفتر الفضل ربوہ)

# تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران تا ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء منظور کئے جاتے ہیں۔
احباب نوٹ فرمائیں۔ (ناظر اعلیٰ)

## بہلول پور ضلع سیالکوٹ

چوہدری عنایت اللہ صاحب — پریذیڈنٹ
" غلام سرور صاحب — سیکرٹری مال

## لوادے ضلع سیالکوٹ

سردار محمد صاحب — پریذیڈنٹ
محمد شریف صاحب — سیکرٹری مال

## لوہان ضلع سیالکوٹ

برکت علی صاحب — پریذیڈنٹ
مہر الدین صاحب — سیکرٹری مال
فضل کریم صاحب — " اصلاح و ارشاد

## عمر کوٹ ضلع ڈیرہ غازی خاں

محمد شفیع صاحب کھوسہ — پریذیڈنٹ
منشی اللہ وسایا صاحب کاردار — سیکرٹری مال

## جام پور ضلع ڈیرہ غازیخاں

عبد العزیز صاحب — پریذیڈنٹ
خان عطا محمد خانصاحب — سیکرٹری مال

## بھٹیاں ضلع گجرات

ماسٹر محمود خانصاحب — سیکرٹری امور عامہ
" — " اصلاح و ارشاد

## چک $\frac{72}{گ ب}$ ضلع لائلپور

چوہدری مشتاق احمد صاحب — پریذیڈنٹ
" — سیکرٹری مال
" — " امور عامہ
" — " اصلاح و ارشاد
" — " تعلیم

## چک نمبر ۲ ٹنڈو جان محمد ضلع تھرپارکر

چوہدری اللہ دتہ صاحب — پریذیڈنٹ
" امیر الدین صاحب — سیکرٹری مال

## ماجرہ ضلع گجرات

جمعدار تاج الدین صاحب — پریذیڈنٹ
میاں محمد شریف صاحب — سیکرٹری مال

## چک نمبر $\frac{130}{T.D.A}$ ضلع مظفر گڑھ

چوہدری عبد الرحمٰن صاحب سرگودھی — پریذیڈنٹ
" چوہدری محمد شریف صاحب — سیکرٹری مال

## چک $\frac{37}{11.L}$ ضلع میانوالی

چوہدری محمد شریف صاحب — پریذیڈنٹ

## گلزار چک چاہ گہنے والا ضلع ملتان

چوہدری اللہ دتہ صاحب — پریذیڈنٹ
شیخ نظیر محمد صاحب — سیکرٹری مال
غلام حسین صاحب — محاسب
چوہدری محمد الدین صاحب — امام الصلوٰۃ

## کوٹ قاضی ضلع جھنگ

میاں ظہور احمد صاحب — پریذیڈنٹ
میاں نور احمد صاحب — سیکرٹری مال
میاں نذیر احمد صاحب — محاسب

## چک نمبر $\frac{88}{ج ب}$ ہسیانہ ضلع لائلپور

چوہدری برکت علی خانصاحب — پریذیڈنٹ
" دوست محمد خانصاحب — سیکرٹری مال

## فتح پور ضلع گجرات

چوہدری فیض احمد صاحب نمبردار — پریذیڈنٹ
" — سیکرٹری ضیافت
مرزا محمد صادق صاحب — سیکرٹری مال
چوہدری محمد عالم صاحب — " امور عامہ
" — " زراعت
مرزا عبد المالک صاحب — " اصلاح و ارشاد
مرزا سراج الدین صاحب — امام الصلوٰۃ
" — امین

## چک نمبر ۲۲۵ ضلع جھنگ

حاجی راجہ خان صاحب — پریذیڈنٹ
میاں سیال خانصاحب — سیکرٹری مال

## چاہ کسووال ضلع ملتان

ماسٹر غلام محمد صاحب — پریذیڈنٹ
محمد حسین صاحب — سیکرٹری مال
کریم بخش — " زراعت
محمد اسماعیل صاحب — " اصلاح و ارشاد
محمد سلیمان صاحب — آڈیٹر
امام الدین صاحب — امین

## جھنگ صدر ضلع جھنگ

ماسٹر علی محمد صاحب — سیکرٹری مال
مولوی احمد دین صاحب — " امور عامہ و تعلیم
" — اصلاح و ارشاد
ماسٹر قدرت اللہ صاحب — سیکرٹری دعایا
(۴) میاں شریف احمد صاحب — امین
بابو عبد الحکیم صاحب — آڈیٹر

---

# اشاعت اسلام کیلئے مالی قربانی کے قابل قدر نمونے

## سلسلہ کی ضروریات کے لئے تحریک جدید کے چندے قرض لیکر ادا کر دیئے

(۱) مکرم محمد صادق صاحب فاروقی کوٹ غلام محمد خاں قصور ضلع لاہور اپنی چٹھی مرسلہ ۳۰ ۷/۵۹ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی چٹھی مجھ کو ۲۷ ۷/۵۹ کو ملی۔ چونکہ امسال مالی تنگی کی وجہ سے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا وعدہ تحریک جدید ادا نہ کر سکا۔ بلکہ ایک آدھی قسط بھی ادا نہ کی تھی یہ ڈر کر مبادا السابقون الاولون میں تو داخل نہ ہو سکا۔ ۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء والی دعا میں شامل ہو جاؤں۔ چنانچہ قرضہ لے کر اپنا اور بیوی بچوں کا وعدہ سالم تحریک جدید محترم سیکرٹری صاحب مال کو دے دیا گیا...... دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ (آئندہ) وعدہ کے ساتھ ہی ادا ہو جایا کرے۔ آمین۔"

(۲) مکرمہ فہمیدہ کھوکھر صاحبہ لیڈی سپرنٹنڈنٹ آف سیالکوٹ تحریر فرماتی ہیں:-

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آج مورخہ ۷ جولائی ۱۹۵۹ء میں نے اپنا تحریک جدید کا چندہ پچیسویں سال دور اوّل کا ادا کر دیا ہے۔ وعدہ میں نے ۸۲/- روپے کیا تھا مگر ۸۴/- روپے ادا کیا ہے۔ بعض نامساعد حالات کی وجہ سے میرے ذمہ بہت سا قرضہ ہو گیا ہے۔ مگر آپ کی تحریک جدید کے چندہ کی یاد دہانی پر دل میں یہی خیال آیا کہ دنیا کے سلسلہ کے لئے اگر انسان قرضہ اٹھا سکتا ہے تو پھر چندہ بھی ادا ہونا چاہیئے...... میں نے چندہ اپنے سیالکوٹ کی جماعت کے سیکرٹری بابو محمد الدین صاحب کو ادا کیا ہے۔"

(۳) چوہدری محمد نصیر صاحب باجوہ انسپکٹر تحریک جدید اپنی رپورٹ مورخہ ۳۱ ۵/۵۹ تحریر فرماتے ہیں:-

چک نمبر ۱۳۲ ضلع لائل پور میں چوہدری عبد الحمید صاحب سیکرٹری مال نے قرض لے کر اپنی طرف سے سب کا چندہ تحریک جدید ادا کر دیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ان قابل تقلید مثالوں سے ظاہر ہے کہ سچے مومن سلسلہ کی ضروریات کا کتنا احساس رکھتے ہیں اور اشاعت اسلام کا اس قدر درد ان کے قلوب میں موجزن ہوتا ہے کہ وہ نامساعد حالات میں بھی تحریک جدید کا چندہ قرض لے کر ادا کر دیتے ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام وعدہ کنندہ حضرات کو ماہ اگست میں سو فیصدی چندہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا سلسلہ کے کاموں میں کسی قسم کی روک پیدا نہ ہو۔ آمین

(وکیل المال اول تحریک جدید)

---

# مغربی پاکستان کے مویشیوں کے اعداد و شمار

۱۸۸۰ء میں ہندوستان کے قحط کمیشن نے مویشیوں اور فصلوں کے اعداد و شمار جمع کرنے کی سفارش کی۔ اس سے قبل یہ اعداد و شمار مختلف طریقوں سے جمع کئے جاتے تھے اور ان کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں تھا۔ ۱۹۱۶ء میں حکومت کو پہلی بار اس خامی کا احساس پیدا ہوا۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ پانچ سال کے بعد مردم شماری کی جائے۔ عموماً دسمبر اور اپریل کے درمیان۔ اس قاعدہ کے مطابق پہلی بار ۲۰-۱۹۱۹ء کے درمیان ہر صوبہ میں مردم شماری کا انتظام ہوا۔ دوسری بار اسے ۲۵-۱۹۲۴ء میں ہونا چاہئے تھا لیکن بعض بڑے علاقوں میں جو اس وقت پاکستان کے علاقے ہیں مقررہ وقت کے مطابق کام نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر سابق پنجاب میں مردم شماری ۲۳-۱۹۲۲ء میں ہوئی اور بنگال میں ۱۹۲۶ء میں۔

۱۹۲۸ء میں ہندوستان کے زرعی شاہی کمیشن نے لکھا کہ مقررہ وقت میں کام نہ ہونے کی وجہ سے اعداد و شمار میں مقابلہ نہیں ہو سکا۔

اس کا یہ اثر ہوا کہ ۱۹۳۰ء - ۱۹۳۵ء - ۱۹۴۰ء اور ۱۹۴۵ء میں جو مردم شماری ہوئی وہ بعض مستثنیات کے سوا مقررہ وقت کے مطابق ہوئی مگر جو فارم اس کے لئے استعمال کیا گیا وہ ایک سا نہیں تھا۔

## آزادی کے بعد سب سے پہلی مردم شماری

آزادی کے بعد سب سے پہلی مردم شماری ۱۹۵۰ء میں ہونی تھی جو مہاجرین کی مسلسل آمد کے سبب نہ ہو سکی۔ فیصلہ کیا گیا کہ مویشیوں کے اعداد و شمار بھی عام زرعی مردم شماری کے ساتھ جمع کئے جائیں جو ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ تمام زرعی مردم شماری بھی ۵۴-۱۹۵۳ء تک ملتوی کی گئی اور پھر اس کا خیال ترک کر دیا گیا۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء میں پنج سالہ مردم شماری کا وقت آن پہنچا۔

۱۹۵۵ء میں مویشیوں کی مردم شماری ہوئی۔ لیکن سارے ملک میں ایک ہی وقت میں نہ ہو سکی اور نہ ایک ہی طریقہ پر عمل کیا گیا۔ علاوہ ازیں اس میں صرف صوبہ مغربی پاکستان شامل تھا۔ وفاقی دارالحکومت اور مشرقی پاکستان شامل نہیں تھا۔ اس خامی کے علاوہ اور بھی خامیاں رہ گئی تھیں۔

## مویشیوں کا نقل مقام

۱۹۴۷ء میں مویشی بڑی تعداد میں ہندوستان سے پاکستان منتقل ہوئے اور اس نقل مقام میں متعدد مویشی مر گئے۔ بچے دینے کے موسم میں بھی مداخلت ہوئی۔ چنانچہ وقت سے پہلے پیدا ہونے سے بہت سے بچے ضائع ہو گئے۔ اس سے جو نقصان ہوا اس کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ۱۹۴۹ء میں کوآپریشن ...... کے محکمہ نے ایک کتابچہ شائع کیا جس میں ۱۹۴۵ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار دئیے گئے تھے۔ اعداد و شمار یہ سمجھ کر دئیے گئے تھے کہ نقل مقام اور دیگر حادثات سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہوگی۔

## گنتی کا طریقہ

۱۹۵۵ء میں جو پنج سالہ مردم شماری ہوئی وہ پہلے کی مردم شماریوں کی طرح گائے بیلوں بھینس۔ بھیڑ، بکری۔ گھوڑے اور خچر۔ گدھے اونٹ۔ سور وغیرہ اور زرعی آلات و مشینری پر مشتمل ہے۔ اس مواد کے جمع کرنے میں وہی پرانا طریقہ استعمال کیا گیا۔ ہر گاؤں کا ایک تخمینہ قصبوں۔ اس کے کسی حصہ کا تخمینہ دیا گیا دیہاتی علاقوں میں یہ کام پٹواریوں اور نمبرداروں اور شہروں میں خاص عملے کے سپرد تھا۔

اعداد و شمار کے جمع کرنے کا یہ طریقہ بہر حال زیادہ اطمینان بخش نہیں۔ اس لئے ان کے ٹھیک ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو غیر اہم سمجھنے کا ایک سبب یہ ہے کہ نر اور مادہ کے تناسب کے اعتبار سے ایک سانڈ ۳۴ گائیوں کے لئے ہے۔ گنتی کے حساب سے تو یہ صورت حال بہتر ہے۔ لیکن اچھی نسل کے اعتبار سے اطمینان بخش نہیں ہے کیونکہ زیادہ بار اور کم فائدہ بخش غذائی صورت حال سانڈوں کی افادیت کو گھٹا دیتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حاملہ گائیں کاٹ کر کھالی جاتی ہوں یا پھر بانجھ گائیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہوگا۔ بہر حال جو بھی سبب ہو اس کا مداوا ضروری ہے۔

جن جانوروں سے زراعت میں کام لیا جاتا ہے ان میں سانڈوں اور بیلوں کی تعداد ۵۲ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ اور گائیوں کی تعداد گھٹ کر ۳۴ ہزار ہو گئی۔ اس طرح ۱۸ ہزار جانوروں کا اضافہ ہوا۔ دوسری طرف کاشت شدہ رقبہ میں اضافہ کی وجہ سے صرف ۱۸ ہزار جانوروں کا اضافہ ناکافی ہے اور اس طرح جانوروں کی کمی ہو جاتی ہے۔

## مفید نتائج

اس مقالہ میں دی ہوئی اعداد و شمار کے متعلق یہ دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بالکل درست ہیں لیکن ان اعداد و شمار کی بنا پر مفید نتائج بالخصوص پیداوار کے افزائش سے متعلق بتلائے جا سکتے ہیں۔ موجودہ انتظام تحت مواد جمع کرنے میں جو درجہ بندی مویشیوں کی گئی ہے۔ وہ بہر حال مفید ہے۔ لیکن صد فی صد اعتماد کے قابل نہیں۔ اس سے ظاہر ہوا جاتا ہے کہ درجہ بندی سے متعلق ایسے طریقہ کی ضرورت ہے جو زیادہ قابل عمل ہو۔ بعض صورتوں میں جو اعداد بتائے گئے ہیں وہ علانیہ غیر صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ بالخصوص ٹریکٹروں سے متعلق بتایا گیا ہے کہ ۱۹۴۵ء میں مغربی پاکستان میں ...... ٹریکٹر تھے۔ لیکن ۱۹۵۵ء میں یہ تعداد گھٹ کر ۱۲۰۰ رہ گئی۔ زراعت کو حال ہی میں میکانیکی حیثیت سے ترقی دی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ اعداد و شمار غلط ہیں۔ یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ ۱۹۴۵ء کے اعداد و شمار میں سرکاری و غیر سرکاری دونوں ٹریکٹروں کی گنتی شامل ہو اور ۱۹۵۵ء میں صرف غیر سرکاری ٹریکٹروں کی۔

اس شبہ کے پیش نظر اس مقالہ میں وہی اعداد و شمار لئے گئے جو وزارت غذا و زراعت نے ۱۹۵۷ء میں جمع کئے تھے۔

## چوپایوں کے اعداد و شمار کی وضاحت

### گائے اور بیل

افزائش نسل کے کام آنے والے سانڈ ۱۹۴۵ء میں ان کی تعداد ۲۵ ہزار تھی ۱۹۵۵ء میں بڑھ کر ۴۶ ہزار ہو گئی۔ گویا ۷۵ فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس کے برعکس تین سال سے کم عمر والی گائیوں کی تعداد ۱۹۴۵ء میں ۲۹۷ ہزار تھی تو ۱۹۵۵ء میں ۲۷۵ ہزار ہو گئی۔ تقریباً ۷۔۴ فی صد کی کمی ہوئی ۱۹۵۵ء میں نر اور مادہ کے تناسب کے اعتبار سے ایک سانڈ ۳۴ گاؤں کے لئے تھا۔ حالانکہ ۱۹۴۵ء میں ایک سانڈ ۱۱۷ گاؤں کے لئے تھا۔ اس وقت ایک سانڈ ۳۴ گایوں کے لئے ہے۔ گنتی کے حساب سے تو یہ صورت حال بہتر ہے۔ لیکن اچھی نسل کے اعتبار سے اطمینان بخش نہیں ہے کیونکہ زیادہ بار اور کم فائدہ بخش غذائی صورت حال سانڈوں کی افادیت کو گھٹا دیتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کئی حاملہ گائیں کاٹ کر کھالی جاتی ہوں یا پھر بانجھ گایوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہوگا۔ بہر حال جو بھی سبب ہو اس کا مداوا ضروری ہے۔

### زراعت میں کام آنیوالے جانور

جن جانوروں سے زراعت میں کام لیا جاتا ہے۔ ان میں سانڈوں اور بیلوں کی تعداد ۵۲ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ اور گایوں کی تعداد گھٹ کر ۳۴ ہزار ہو گئی اس طرح جملہ ۱۸ ہزار جانوروں کا اضافہ ہوا۔ دوسری طرف کاشت شدہ رقبہ میں اضافہ کی وجہ سے صرف ۱۸ ہزار جانوروں کا اضافہ ناکافی ہے اور اس طرح جانوروں کی کمی پڑ جاتی ہے اس سے اندازہ لگایا ہے کہ ۱۰۲ ملین زائد ایکڑ کو زیر کاشت لانے کے لئے ۲۰ لاکھ جانوروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ۱۰۲ ملین ایکڑ زمین ۵۵-۱۹۴۵ء کے درمیان قابل کاشت بنائی گئی ہے۔

زراعت میں کام آنے والے بیلوں اور گایوں کی تعداد میں ۱۹۴۵ء اور ۱۹۵۵ء کے درمیان ۷۔۱۰ فی صد کی کمی ہوئی۔ یہ صورت حال اچھی نہیں کیونکہ اس سے زرعی پیداوار متاثر ہوگی اور بڑھتی ہوئی انسانی آبادی کو گوشت بھی کم ملے گا۔ یہ تبدیلی کن اسباب کے بنا پر ہوئی۔ اس کی تحقیق ہونی چاہیئے اور ایسی تدابیر اختیار کی جانی چاہیئے کہ بیماریوں سے جو نقصان ہوتا ہے۔ اس میں کمی ہو جائے۔ ایسا کرنے سے غذائی بہم رسانی۔ انتظام اور افزائش نسل مویشی کی صورت حال بہتر ہو جائے گی۔

## دودھ دینے والے مویشی

دودھ دینے والے گایوں کی تعداد بڑھ کر ۲۰ ہزار ہو گئی ۱۹۴۵ء میں ۱۴۷۰ ہزار تھی تو ۱۹۵۵ء میں ۱۴۹۰ ہزار ہوئی ۱۰ سال میں ۴۔۱ فی صد کا یہ اضافہ انسانی آبادی کے اضافہ کو دیکھتے ہوئے غیر اہم ہے۔ کیونکہ انسانی آبادی میں ۱۴ فی صد کا اضافہ ہوا۔ دودھ نہ دینے والی گایوں کی تعداد میں کمی ہوئی اور یہ کمی اس وجہ سے ظاہر ہوئی کہ عموماً شہر میں رہنے والے شیر فروشوں کے لئے ایسی گایوں کی پرورش دوبھر ہو جاتی ہے۔ اور وہ انہیں ذبح کرنے کے لئے فروخت کر دیتے ہیں۔

## دیگر مویشی

ایسی گائیں جنہیں نہ تو افزائش نسل کے لئے استعمال کیا جا سکتا تھا۔ اور نہ ان سے کام لیا جا سکتا تھا۔ ۱۹۴۵ء کے درمیان گھٹ کر ۳ ہزار رہ گئی تھیں۔ اس کی وجہ زیادہ تر گوشت کی مانگ میں اضافہ اور گوشالہ کا باقی نہ رہنا تھا۔ کیونکہ اس ادارہ میں غیر مسلم مذہبی نقطہ نظر سے گایوں کو ذبح ہونے سے بچا لیا کرتے تھے۔

# آزادی ایک فعّال قوم کے لئے حیرت انگیز مواقع مہیّا کرنے کے ساتھ ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے

## آزادی کی بارھویں سالگرہ پر صدر جنرل محمد ایوب خان کا نشری پیغام

کراچی ۱۵ راگست - صدر ایوب نے کہا ہے کہ پاکستان اسی صورت میں طاقتور اور مستحکم بن سکتا ہے کہ اس ملک کے باشندے ایک آزاد مملکت کے شہری کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں - ایک فعال دور اندیش قوم کے لئے آزادی حیرت انگیز مواقع مہیا کرتی ہے ۔ اور ساتھ ہی اس کے لئے ایک چیلنج ہے ۔ آزادی حقوق اور ذمہ داریوں کے سوا کچھ نہیں ۔ اور ہمیں چاہیئے کہ انہیں پورے خلوص اور انکسار کے ساتھ قبول کریں -

یوم آزادی کے موقع پر انہوں نے قوم کے نام اپنے نشری پیغام میں کہا کہ آج ہمیں عہد کرنا چاہیئے کہ ہم معاشرے کے رکن اور مملکت کے شہری کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں نبھاکر اس نئے چیلنج کا مقابلہ کریں گے - صرف اسی طرح ہم ایک مضبوط اور مستحکم پاکستان کی تعمیر کر سکیں گے - جس کا تصور قائد اعظم نے ہمارے سامنے پیش کیا تھا -

صدر مملکت کے نشریہ پیغام کا متن حسب ذیل ہے :-

آج ہم اپنی آزادی کی بارھویں سالگرہ منا رہے ہیں - یہ دن ہمارے لئے اس طویل اور کٹھن جدوجہد کی ایک خوشکن یادگار ہے - جس میں ہم نے مشکلات کے باوجود انتھک حوصلے اور اعتماد سے بالآخر فتح پائی - آزادی کی جنگ جیت لی گئی اور آج ہم آزاد وطن کے اندر سورج کی چمکتی ہوئی روشنی میں خوشی منا رہے ہیں - لیکن ایسے خوشی کے لمحات میں ہمیں اپنے سیاسی تنزّل کے تاریک ایام کو نہیں بھولنا چاہیئے - جب کہ ہم غفلت اور تعیش پسندانہ زندگی کی بنا پر غیر ملکی حکمران کے ہاتھ آزادی کھو بیٹھے تھے - آزادی کوئی تحفہ نہیں ہے جسے ہم وصول کر سکتے ہیں یا رکھ سکتے ہیں - یہ تو ایک قسم کی مسلسل دوڑ ہے جس میں ہمیں آگے بڑھنا چاہیئے یا ہم پیچھے دھکیل دیئے جائیں گے اور دوسرے منزل مقصود پر پہنچ کر ہمیں روندتے ہوئے ذلت و پسماندگی کے گڑھے میں پھینک دیں گے -

صدر نے کہا کہ یہی ذمہ داریاں اور فرائض زندگی کو خوشگوار بناتے ہیں اور انسانی کوششوں کے اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچنے کے لئے ہم میں جوش اور جذبہ پیدا کرتے ہیں -

صدر نے کہا کہ ایشیائی قومیں اپنی ماضی کی شان و شوکت کے افسانوں میں کھوئی گئیں اور ترقی پسند نظریات اور فعال نقطہ نظر کو اپنانے میں ناکام رہیں - لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی کی راکھ سے نئی قومیں ابھر رہی ہیں یہ قومیں اپنی کھوئی ہوئی روح کی تلاش میں ہیں - اور اپنے مضمحل قویٰ میں نئی توانائی پاتی ہیں - کیونکہ عرصہ دراز سے وہ خاموشی سے پسماندہ یا غیر ترقی یافتہ کہلانے کی اذیت برداشت کرتی رہی ہیں - اور کہا جاتا رہا ہے کہ دنیا کی سائنس اور فنی ترقی میں یہ ایک رکاوٹ اور جدید ترقی پسند افکار میں دوسروں کی نسبت پیچھے ہیں -

اس میں کچھ شک نہیں کہ ماضی ہم میں ہو چکے ہیں - اور ہم اسے کلیۃً نظر انداز نہیں کر سکتے - سالہا سال کی گمراہ کن قومی کوششیں اور سرگرمیاں جو ایک طرف سازشوں اور بددیانتی پر مبنی تھیں - اور دوسری طرف حوصلے اور لیاقت کا خاتمہ کر رہی تھیں ختم ہونے میں کچھ وقت لگے گا لیکن ایک نیا آغاز ہر وقت ہو سکتا ہے - اور یہ محض آغاز کار ہے جو ہم دس ماہ پیشتر کر چکے ہیں - اور ایک نیا احساس پیدا کیا ہے - جو بتدریج قومی منظر میں تبدیل ہو گا - میں یہاں یہ انتباہ کروں گا کہ آنے والے سال ہم سے زیادہ عزم ، سخت محنت اور سب سے بڑھ کر بلند حوصلہ چاہتے ہیں - یہ ضروری نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ ہم سب ہیرو بن جائیں - بلکہ یہ کافی ہے کہ ہم مقابلۃً چھوٹا سا ایثار کرنے ، ذاتی دیانت ، سچائی ، شعور اور احساس فرض پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں -

کیونکہ

قومی شان اخلاقی قدروں ہی کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے -

آزادی ایک فعال اور دور اندیش قوم کے لئے حیرت انگیز مواقع مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ایک چیلنج بھی کرتی ہے لیکن آزادی حقوق و ذمہ داری کے سوا کیا ہے - جسے ہم کو پورے خلوص اور انکسار کے ساتھ قبول کر لینا چاہیئے کیونکہ وہ ہمیں رہنے کے قابل بناتی ہیں اور ہم میں وہ جذبہ پیدا کرتی ہیں کہ ہم انسانی جدوجہد کی بلندیوں تک پہنچیں یہ حقوق و ذمہ داریاں ایک ساتھ چلتی ہیں اور انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا - یہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکامی اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنے فرائض کو بھول جانے کا ہی نتیجہ تھا کہ آزادی کے فوراً بعد ہم پیش قدمی کا جذبہ کھو بیٹھے اور ہم نے اپنے آپ کو ایک قوم کی حیثیت میں مشتبہ ذرائع اور ذاتی مفاد کی دلدل میں پھنسا لیا - آیئے آج کے دن یہ عہد کریں کہ ہم ایک قوم معاشرے کے رکن اور سب سے بڑھ کر ایک مملکت کے شہریوں کی حیثیت میں اپنی ذمہ داریاں سنبھال کر اس نئے چیلنج کا مقابلہ کریں گے صرف اسی صورت میں ہم ایک مضبوط و صحت مند پاکستان کی تعمیر کر سکیں گے جس کا تصور قائد اعظم نے ہمارے سامنے رکھا تھا -

## ولادت

مورخہ ۱۳/۸/۵۹ بروز جمعرات اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے محمد ہارون خان صاحب بی اے کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے - الحمد للہ علیٰ ذالک - نومولود مکرم مولوی نذیر احمد صاحب نظارت امور عامہ کا پوتا اور مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری کا نواسہ ہے - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت محمد یوسف نام تجویز فرمایا ہے - احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے - نیک صالح اور خادم دین بنائے

(قاضی عزیز احمد ربوہ)



## مجلس انصار سلطان القلم کا اجلاس

مجلس انصار سلطان القلم قیادت ربوہ کا پندرہ روزہ اجلاس مورخہ ۱۶ راگست بروز اتوار ساڑھے پانچ بجے شام کمیٹی روم تحریک جدید میں منعقد ہو رہا ہے - پروگرام حسب ذیل ہو گا -

مقالہ :- مسلمانوں کی علمی خدمات از محمد شفیق قیصر

اشعار :- کیپٹن ملک خادم حسین صاحب اور ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر ہوں ہو -

احباب سے شمولیت کی درخواست ہے

(سیکرٹری مجلس)

## درخواست دعا

ڈاکٹر غلام احمد صاحب آف ایبٹ آباد کی صاحبزادی رشید بانو انتڑیوں میں خرابی کے باعث بیمار ہیں - قبل ازیں دو اپریشن ہو چکے ہیں - اب میو ہسپتال لاہور میں داخل کرایا گیا ہے جہاں ایک اور اپریشن ہو گا - احباب کرام سے اپریشن کی کامیابی اور صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے -

حبیب اللہ انجینئرنگ کالج پشاور